سوال

(186) بینکوں کے سودی معاملات کو حلال سمجھنے والوں کی تردید

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا ایک بکری کی اس طرح بیع جائز ہے کہ مثلا بیس سال یا اس سے زیادہ مدت بعد دو یا تین بکریاں دی جائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں نے وہ مقالہ دیکھا ہے جسے ڈاکٹر ابراہیم بن عبداللہ ناصر نے ''بینکوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا موقف'' کے زیر عنوان لکھا ہے اس مقالہ کے مطالعہ س معلوم ہوا کہ انہوں نے پیچیدہ اسلوب، کمزور دلائل اور باطل شبہات کے ساتھ اس سود کو حلال قرار دینے کی کوشش کی ہے، جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے لہذا مجھ پر یہ واجب ہے کہ میں یہ واضح کردوں کہ اس مقالہ کے مندرجات باطل ہیں اور کتاب وسنت اور علماء امت کے اس اجماع کے خلاف ہیں کہ جس کی رو سے سودی معاملات حرام ہیں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان شبہات کو دور کردوں اس مقالہ نگار نے پش کیا ہے اور ربا الفضل اور ربا النسیئہ کو حلال قرار دینے کے لئے اس نے جن دلائل کا سہارا لیا ہے، وہ سب باطل ہیں۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ سود کی صرف ایک ہی صورت حرام ہے اور اس مراد وہ ہے جو ربا الجاهلية کے نام سے مشہور ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب قرض ادا کرنے کا وقت آتا ہے تو قرض دینے والا تنگ دست مقروض سے یہ کہتا ہے کہ تمہیں یا تو میرا قرض ادا کرنا پڑے گا یا اس پر سود دینا پڑے گا۔ ڈاکٹر ابراہیم کے نزدیک سود کی صورتوں میں سے صرف یہ ایک صورت حرام ہے اور اس کے سوا باقی سب صورتیں حلال ہیں جیسا کہ ان کے مقالہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے، میں ان شاء اللہ تعالی اس مسئلہ کو شافی انداز سے بیان کروں گا تاکہ حق واضح اور باطل نابود ہو جائے گا۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان ' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اولا: ابراہیم نے اپنے مقالہ کے آغاز ہی میں یہ لکھا ہے کہ ''بات یہ ہے کہ اقتصادی قوت کے بغیر اسلامی قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور بینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔'

اس بات میں پہلے مقدمہ کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہر جگہ بسنے والے مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کے مقرر کردہ طریقوں کے مطابق اپنی اسلامی اقتصادیات کی طرف توجہ مبذول کریں تاکہ ان کے لئے ان امور کو ادا کرنا ممکن ہو جو اللہ تعالی نے ان کے لئے واجب قرار دیئے ہیں اور ان امور کو وہ رترک کر سکیں جو اللہ تعالی نے ان کے لئے حرام قرار دیئے ہیں، اقتصادی استحکام ہی س ان کے لئے دشمن کے مقابلہ کی تیاری اور اس کی پر فریب اور خطرناک چالوں سے بچنا ممکن ہو گا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَتَعاوَنوا عَلَى البِرِّ وَالتَّقوىٰ ۖ وَلا تَعاوَنوا عَلَى الإِثمِ وَالعُدوٰنِ... **٢** ...سورة المائدة

''اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔''

نیز فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا أَوفوا بِالعُقودِ... **١** ...سورة المائدة

''اے ایمان والو!اپنے اقراروں (عہد وپیمان) کو پورا کرو۔''

مزید فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا تَدايَنتُم بِدَينٍ إِلىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكتُبوهُ ۚ وَليَكتُب بَينَكُم كاتِبٌ بِالعَدلِ ۚ وَلا يَأبَ كاتِبٌ أَن يَكتُبَ كَما عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَليَكتُب وَليُملِلِ الَّذى عَلَيهِ الحَقُّ وَليَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلا يَبخَس مِنهُ شَيـًٔا ۚ فَإِن كانَ الَّذى عَلَيهِ الحَقُّ سَفيهًا أَو ضَعيفًا أَو لا يَستَطيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَليُملِل وَلِيُّهُ بِالعَدلِ ۚ وَاستَشهِدوا شَهيدَينِ مِن رِجالِكُم ۖ فَإِن لَم يَكونا رَجُلَينِ فَرَجُلٌ وَامرَأَتانِ مِمَّن تَرضَونَ مِنَ الشُّهَداءِ أَن تَضِلَّ إِحدىٰهُما فَتُذَكِّرَ إِحدىٰهُمَا الأُخرىٰ ۚ وَلا يَأبَ الشُّهَداءُ إِذا ما دُعوا ۚ وَلا تَسـَٔموا أَن تَكتُبوهُ صَغيرًا أَو كَبيرًا إِلىٰ أَجَلِهِ ۚ ذٰلِكُم أَقسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقوَمُ لِلشَّهـٰدَةِ وَأَدنىٰ أَلّا تَرتابوا ۖ إِلّا أَن تَكونَ تِجـٰرَةً حاضِرَةً تُديرونَها بَينَكُم فَلَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ أَلّا تَكتُبوها ۗ وَأَشهِدوا إِذا تَبايَعتُم ۚ وَلا يُضارَّ... **٢٨٢** ...سورة البقرة

''اے ایمان والو!جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے، جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اور اللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے (یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے، کم نہ لکھوائے۔۔۔۔۔) ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو، تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ بنا لیا کرو اور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح نقصان نہ کریں۔''

اور فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تَأكُلوا أَموٰلَكُم بَينَكُم بِالبـٰطِلِ إِلّا أَن تَكونَ تِجـٰرَةً عَن تَراضٍ مِنكُم ... **٢٩** ...سورة النساء

''مومنو!ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے۔)''

اور فرمایا:

وَأَعِدّوا لَهُم مَا استَطَعتُم مِن قُوَّةٍ ... **٦٠** ...سورة الانفال

''اور جہاں تک ہوسکے ان کے (مقابلے) کے لئے مستعد رہو۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی اس طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ان امور میں آپس میں تعاون کریں، جو دین اور دنیا کے اعتبار سے ان کے لئے منفعت بخش ہوں، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ نیکی و تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں تعاون نہ کریں، اللہ سبحانہ وتعالی نے عہد وپیمان کے پورا کرنے کا بھی حکم دیا ہے، شرعی طریقے سے ثابت حقوق کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے، باطل طریقے سے لوگوں کے مال

کھانے سے منع کیا ہے دشمن کے مقابلہ کےلئے مقدور بھر تیاری کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کے ان احکام پر عمل پیرا ہونے سے ہی مسلمانوں کی معاشی حالت درست ہوگی، ان کے مال ودولت ثمر آور ہوں گے، منافع حاصل ہوں گے اور مسلمانوں کےلئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو ایسے طریقوں سے پورا کر سکیں، جن کو اللہ تعالی نے جائز قرار دیا ہے، اسی طرح اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بہت سی آیات میں کذب، خیانت، جھوٹی گواہی دینے، سچی گواہی چھپانے، باطل طریقے سے دوسروں کے مال کھانے اور انہیں حکام کی خدمت میں پیش کرنے سے منع کیا ہے تاکہ وہ حق کی بجائے ظالمانہ فیصلہ نہ کریں خصوصا اللہ تعالی نے امانت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور امانت کے ادا کرنے کے بارے میں حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُم أَن تُؤَدُّوا الأَمـٰنـٰتِ إِلىٰ أَهلِها... ٥٨ ... سورة النساء

''تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرو۔''

اور فرمایا:

إِنّا عَرَضنَا الأَمانَةَ عَلَى السَّمـٰوٰتِ وَالأَرضِ وَالجِبالِ فَأَبَينَ أَن يَحمِلنَها وَأَشفَقنَ مِنها... ٧٢ ... سورة الاحزاب

''ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈرگئے۔''

اللہ تعالی نے امانت میں خیانت کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تَخونُوا اللَّهَ وَالرَّسولَ وَتَخونوا أَمـٰنـٰتِكُم وَأَنتُم تَعلَمونَ ٢٧ ... سورة الانفال

''اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔''

اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کی سورۃ ''المومنون'' اور سورۃ ''المعارج'' میں تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ امانتوں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَالَّذينَ هُم لِأَمـٰنـٰتِهِم وَعَهدِهِم رٰعونَ ٨ ... سورة المؤمنون

''اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔''

جب مسلمان اس تعلیم وارشاد کو اپنالیں گے، آپس میں ایک دوسرے کو اس کی تلقین کریں گے اور اسے صدق دل سے قبول کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے حالات کی اصلاح فرمادے گا، ان کے اعمال اور ان کے مال ودولت میں برکت فرمائے گا، انہیں ان کے مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور انہیں دشمنوں کے مکروفریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رکھے گا، چنانچہ ان باتوں کی اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل ارشادات میں تلقین فرمائی ہے:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكونوا مَعَ الصّـٰدِقينَ ١١٩ ... سورة التوبة

''اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔''

اور فرمایا :

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا كونوا قَوّٰمينَ بِالقِسطِ شُهَداءَ لِلَّهِ وَلَو عَلىٰ أَنفُسِكُم أَوِ الوٰلِدَينِ وَالأَقرَبينَ إِن يَكُن غَنِيًّا أَو فَقيرًا فَاللَّهُ أَولىٰ بِهِما فَلا تَتَّبِعُوا الهَوىٰ أَن تَعدِلوا وَإِن تَلوۥا أَو تُعرِضوا فَإِنَّ اللَّهَ كانَ بِما تَعمَلونَ خَبيرًا ١٣٥ ... سورة النساء

''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے پس تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم نے کج بیانی کی یا پہلو تہی کی تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

اور فرمایا :

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا كونوا قَوّٰمينَ لِلَّهِ شُهَداءَ بِالقِسطِ وَلا يَجرِمَنَّكُم شَنَـٔانُ قَومٍ عَلىٰ أَلّا تَعدِلُوا اعدِلوا هُوَ أَقرَبُ لِلتَّقوىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبيرٌ بِما تَعمَلونَ ٨ ... سورة المائدة

''اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے۔''

اور ارشاد گرامی ہے :

وَأَعِدّوا لَهُم مَا استَطَعتُم ٦٠ ... سورة الانفال

''اور جہاں تک ہو سکے ان کے (مقابلے) کے لئے مستعد رہو۔''

اور فرمایا :

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا خُذوا حِذرَكُم ... ٧١ ... سورة النساء

''اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان (ہتھیار) لے لیا کرو۔''

اس مضمون کی آیات بے شمار ہیں، یہ بات تو تھی ڈاکٹر ابراہیم کے پہلے مقدمہ کے بارے میں اور باقی رہا ان کا دوسرا اور تیسرا مقدمہ اور یہ کہ ''بینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔'' تو یہ دونوں مقدمے باطل ہیں وہ شرعی دلائل جو ہم نے قبل ازیں بیان کئے ہیں نیز نبی ﷺ کے عہد سے لے کر بینکوں کے وجود میں آنے تک کا مسلمانوں کا عمل ان دونوں مقدموں کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ گزشتہ صدیوں میں جن کی تعداد تیرہ سے بھی زیادہ ہے مسلمانوں کی اقتصادیات بینکوں کے وجود اور سودی کاروبار کے بغیر ہی مستحکم تھی، ان کی ثروت و دولت بار آور تھی، معاملات درست تھے، انہوں نے شرعی احکام کی پابندی کر کے بہت سے منافع حاصل کئے اور بے حد و حساب مال کمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرمائی، انہوں نے دنیا کے اکثر و بیشتر علاقے پر حکومت کی، بندگان الٰہی پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق حکمرانی کی کہ اس دور میں بینکوں کا وجود تھا نہ سودی معاملات بلکہ مقالہ نگار جناب ابراہیم کی رائے کے برعکس بینکوں کا یہ سودی نظام مسلمانوں میں تفریق کا سبب بنا ہے، اس سے ان کی اقتصادیات تباہ ہو گئی ہے، آپس میں حسد بغض پیدا ہو گیا نیز اتفاق و اتحاد ختم ہو گیا ہے کیونکہ سودی معاملات کا نتیجہ حسد و بغض، عداوت، برکت سے محرومی اور سزاؤں کے اترنے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَمحَقُ اللَّهُ الرِّبوٰا وَيُربِى الصَّدَقـٰتِ ٢٧٦ ... سورة البقرة

‘‘اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقے (خیرات) کو بڑھاتا ہے۔’’

کیونکہ سود کے سبب قرض کی رقم میں جو دوگنا چوگنا اضافہ ہوجاتا ہے وہ حسد و بغض اور دشمنی کا سبب بنتا ہے اور پھر اس کے سبب بزدلی و کم ہمتی پیدا ہوتی ہے محنتوں اور مفید منصوبوں میں کمی آجاتی ہے کیونکہ سرمایہ دار کام کاج کرنے، مفید منصوبوں اور صنعت وزراعت میں سرمایہ لگانے کی بجائے، سود کے زریعے اپنے سرمایہ کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے کئی قسم کے معاملات کو جائز قرار دیا ہے جن کے زریعے وہ منافع بھی کما سکتے ہیں اور اپنی دولت کو بڑھا بھی سکتے ہیں، معاشرہ کے لئے منفعت بخش کاموں میں تعاون کرسکتے ہین اور بے روزگار لوگوں کو روزگار بھی فراہم کرسکتے ہیں اور سود، گمراہی اور مختلف قسم کی ناپاک کمائی سے بھی بچ سکتے ہیں، چنانچہ ان معاملات میں سے مضاربت اور شراکت کی وہ صورتیں ہیں جو معاشرہ کے لئے مفید ہیں نیز مضاربت ومشارکت کی بنیاد پر قائم کی جانے والی وہ فیکٹریاں ہیں جو لوگوں کی ضرورت کے لئے اسلحہ، لباس، برتن اور کارپٹ (قالین) وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ اسی طرح زراعت کی کئی قسمیں ہیں، جن کو بروئے کار لاکر زمین سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس سے معاشرہ کے فقراء وغیرہ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس سے ہر وہ شخص جس میں ادنٰی سی بھی بصیرت ہو یہ جان سکتا ہے کہ سودی بینک مستحکم اقتصادیات اور مصالح عامہ کے خلاف ہیں۔ آج ہمیں جو تباہی وبربادی، سستی ونامرادی، برکت سے محرومی، دشمنوں کا غلبہ وتسلط، مختلف قسم کی سزائیں، بھیانک اور خوفناک نتائج نظر آرہے ہیں، ان کا ایک بڑا سبب سود بھی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھے اور انہین بصیرت وحق پر استقامت عطا فرمائے۔

ثانیا: ڈاکٹر ابراہیم نے لکھا ہے کہ ‘‘ہماری معاشیات میں بینکنگ سسٹم کی وہ اہمیت ہے جو انسانی جسم مین دل کی اہمیت ہے۔’’

جواب نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ کہنا یوں چاہئے کہ بینکنگ کا یہ سسٹم ہمیں سود کی طرف دھکیلتا چلا جارہا ہے حالانکہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ ادوار میں خصوصا مسلمانوں کے سنہری دور میں بینکوں اور سودی کاروبار کے بغیر بھی ہماری معاشی حالت بہت مضبوط و مستحکم اور سود سے پاک تھی جیسا کہ قبل ازیں ارشاد کیا گیا ہے، اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد فرمائی، مسلمانوں کے کلمہ کو سربلندی عطا کی، آسمان سے ان کے لئے رحمتوں کا نزول ہوا اور زمین نے ان کے لئے بے حدوحساب رزق لگایا جو ان کی ضرورتوں کے لئے کافی تھا، جس نے انہیں دوسروں سے بے نیاز کردیا، اور اسی طرح دشمن کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہوا اور پھر حرام کی بجائے یہ رزق حلال ہی ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے کافی شافی تھا، جو شخص بھی نبی ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر سودی بینکوں کے وجود میں آنے تک کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرے گا وہ مذکورہ بالا حقائق کو یقینی طور پر معلوم کرلے گا اور یہ بھی جان لے گا کہ آج مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جو اقتصادی حالت ابتر ہے اور خیر وبرکت سے محروم ہیں تو اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی شریعت سے منحرف ہوگئے ہیں، اللہ تعالی نے ان کے لئے جو واجب قرار دیا تھا، اسے ادا نہیں کررہے اور باہمی معاملات کے بارے میں اس اسلوب کو اختیار نہیں کرتے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے، تو اللہ تعالی کی شریعت کے مخالف اعمال کے سبب یہ آلام ومصائب میں گھرے ہوئے اور طرح طرح کی تباہیوں اور بربادیوں سے دوچار ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَما أَصـٰبَكُم مِن مُصيبَةٍ فَبِما كَسَبَت أَيديكُم وَيَعفوا عَن كَثيرٍ ٣٠ ... سورة الشورىٰ

‘‘اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے، سو تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کردیتا ہے۔’’

اور فرمایا:

وَلَو أَنَّ أَهلَ القُرىٰ ءامَنوا وَاتَّقَوا لَفَتَحنا عَلَيهِم بَرَكـٰتٍ مِنَ السَّماءِ وَالأَرضِ وَلـٰكِن كَذَّبوا فَأَخَذنـٰهُم بِما كانوا يَكسِبونَ ٩٦ ... سورة الاعراف

‘‘اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہوجاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگر انہوں نے تو تکذیب کی، سو ان کے اعمال کی سزا میں ہم نے ان کو پکڑ لیا۔’’ نیز فرمایا:

وَلَو أَنَّ أَهلَ الكِتـٰبِ ءامَنوا وَاتَّقَوا لَكَفَّرنا عَنهُم سَيِّـٔاتِهِم وَلَأَدخَلنـٰهُم جَنّـٰتِ النَّعيمِ ٦٥ وَلَو أَنَّهُم أَقامُوا التَّورىٰةَ وَالإِنجيلَ وَما أُنزِلَ إِلَيهِم مِن رَبِّهِم لَأَكَلوا مِن فَوقِهِم وَمِن تَحتِ أَرجُلِهِم مِنهُم ٦٦ ... سورة المائدة

''اوراگراہل کتاب ایمان لاتے اورپرہیز گاری اختیارکرتے توہم ان سے ان کے گناہ محو کردیتےاوران کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے اوراگر وہ تورات اورانجیل کو اورجو(اورکتابیں) ان کے پروردگارکی طرف سے نازل ہوئیں ان کوقائم رکھتے(توان پررزق کی بارش کی طرح برستا) البتہ وہ اپنے اوپر(آسمان) سے اورنیچے (زمین) سے کھاتے۔''

مزید فرمایا:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجعَل لَهُ مَخرَجًا ٢ وَيَرزُقهُ مِن حَيثُ لا يَحتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّل عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسبُهُ... ٣ ... سورة الطلاق

''اورجو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لئے (رنج ومحن سے) مخلصی کی صورت پیدا کرے گا اوراس کوایسی جگہ سے رزق دے گاجہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہوگااورجواللہ پر بھروسہ رکھے گاتووہ اس کوکفایت کرے گا۔''

اورفرمایا:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجعَل لَهُ مِن أَمرِهِ يُسرًا ٤ ... سورة الطلاق

''اورجو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گاتواللہ تعالیٰ اس کے کام میں سہولت پیدا کردے گا۔''

ثالثا: ابراہیم نےاپنے مقالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''اس سوال کا ہمیں اب تک جواب نہیں ملاکہ فائدہ کےلئے اقتصاری سرگرمیوں کوفقہاء اسلام کس نظر سے دیکھتے ہیں؟اگرفائدہ کے لئے قرض دیا جائے تووہ ان کی نظرمیں کیوں حرام ہے۔۔۔۔۔''الخ۔

جواب یہاں سے لے کرانہوں نےاپنے مقالہ کے آخرتک جوذکرکیا ہے اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام فقہاء علماء اسلام نے سود کا جائزہ لیا اوراسے حرام قراردیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث سے سودکی حرمت ثابت ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ احادیث مستفیض (مشہور) ہیں، ان میں کوئی ابہام بھی نہیں اوریہ قطعی طورپر صراحت کے ساتھ دلالت کناں ہیں کہ مال کے اسی جنس کے ساتھ اضافہ کی صورت میں خواہ یہ اضافہ کتنا ہوی کم کیوں نہ ہو، صریحا سود ہے جوحرام ہے لیکن مقالہ نگارنے۔۔۔اللہ تعالی اسے ہدایت عطافرمائے اوررشدوبھلائی سے نوازے۔۔۔۔ان تمام احادیث سے اعراض کیا ہے، ان کی طرف قطعا التفات نہیں کیا اورقرآن کریم میں وارد مجمل ربا کے بارے میں بات کی ہے اورپورازورصرف کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سودکی صرف ایک ہی صورت ہے اوروہ یہ کہ جب تنگ دست مقروض اپنے قرض کے اداکرنے سے عاجزوقاصر ہوتوقرض دینے والے سے معین فائدہ کی شرط کی بنیادپر مزید مہلت لے لے، یہ ان کی تحقیق کا خلاصہ ہے اوراس کے علاوہ سودکی دیگر تمام صورتوں کواس بنیادپر حلال قراردینے کی کوشش کی ہے کہ ان کے خیال میں لوگوں کوان تمام صورتوں میں لین دین کرنے کی ضرورت ہے اوربندوں کی مصلحتیں ان سودی معاملات کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوسکتیں جن پر بینکنگ کے نظام کا انحصار ہے۔ مقالہ نگارنےاپنے مؤقف کی تائید میں موفق ابن قدامہ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اورعلامہ ابن قیم کے مجمل کلام کے بعض حوالوں سے بھی استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرع شریف ان مصلحتوں سے منع نہیں کرتی جوکسی کو نقصان پہنچائے بغیر مسلمانوں کےلئے منفعت بخش ہوں بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ کے نصوص کے خلاف نہ ہوں۔ ان ائمہ کرام کا یہ کلام مقالہ نگارکے موقف کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ ائمہ کرام اوردیگر حضرات نے اس اندازسے جن مصالح کی بابت بات کی ہے تواس سے مرادوہ مصالح ہیں، جن کی شریعت میں ممانعت نہ ہویعنی یہ بات ایسے اجتہادی مسائل کے بارے میں ہے جن کے متعلق کوئی ایسی نص نہ ہوجس سے حکم شریعت کی وضاحت ملتی ہولیکن اس مسئلہ کے بارے میں یہ صورت حال نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سودکی دونوں صورتیں رباالفضل اوررباالنسیئہ حرام ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکرکیا ہے کہ رباالفضل کی حرمت، تحریم وسائل کے باب سے ہے کیونکہ کوئی عقل مند بھی کسی چیز کواسی کی جنس کے ساتھ دست بدست اضافہ کی صورت میں نہیں بیچتا کیونکہ اضافہ توصرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب

کہ معاوضہ میں دی جانے والی چیز کو تاخیر سے ادا کیا جائے یا دونوں میں سے ایک دوسری زیادہ قیمتی ہو۔ صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم نے جب ردی کھجور کے دوصاع کو نفیس کھجور کے ایک صاع کے بدلہ میں بیچا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا ''اوہ! یہ تو خالص سود ہے، یہ تو خالص سود ہے اس طرح نہ کرو۔'' (متفق علیہ) اور صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونے کو سونے کے ساتھ نہ بیچو الایہ کہ وہ برابر ہو اور بعض کو بعض سے کم یا زیادہ نہ کرو اور غائب کو حاضر کے ساتھ نہ بیچو۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے جب کہ یہ اشیاء ایک جیسی ہوں، برابر ہوں اور دست بدست ہوں اور اگر اصناف مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو بیچو جب کہ وہ دست بدست ہوں۔'' اس مضمون کی بہت سی احادیث صحیحین اور دیگر کتب موجود ہیں۔

حدیث اسامہ نم زیدؓ میں نبی ﷺ کا جو یہ ارشاد ہے کہ ''سود صرف ادھار ہی میں ہے۔'' تو اہل علم کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ سود کی اکثر و بیشتر صورتوں کا تعلق ادھار سے ہے، اس سے آنحضرت ﷺ کی یہ مراد نہیں ہے کہ سود کی تمام صورتوں کا تعلق ادھار ہی سے ہے جیساکہ مذکورہ دونوں احادیث اوران کی ہم معنی دیگر صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودی معاملات کا تعلق ربا الفضل سے بھی ہے اور ربا النسیۃ سے بھی۔ جو شخص بینک کے سودی کھاتوں میں رقم جمع کراتا ہے وہ اور بینک دونوں معاملوں یعنی ادھار اور سود کو یکجا کر دیتے ہین اور اس طرح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

سود ادا کرنے والا کبھی محتاج بھی ہوتا ہے تو صرف اس کی محتاجی ہی سود کی حرمت کی موجب نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے حرام ہے کہ اس عقد میں سود بھی ہے اور تنگدست پر ظلم بھی کہ اسے ظلم سے سود ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جب کہ وہ اصل رقم کے ادا کرنے سے بھی عاجز و قاصر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس موالمہ کی حرمت اور گناہ میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ واجب تو یہ تھا کہ تنگدست کو مہلت دی جاتی اور اسے اس سود پر مجبور نہ کیا جاتا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ قرض لینے اور دینے والے کے سودی معاملے کے نفع میں شریک ہونے سے سودی معاملہ حرام کی بجائے حلال نہیں ہو جاتا اور نہ اس سے یہ معاملہ شرعی بن جاتا ہے کہ اس میں سود جائز ہو کیونکہ شارع حکیم نے اس کی طرف التفات نہیں کیا بلکہ سود کو مطلقا حرام قرار دیا ہے جیساکہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، جن میں سے کچھ قبل ازیں بیان کی جا چکی ہیں۔ اگر سود ہر رقم حاصل کرنے والے کے فائدہ اٹھانے سے سود حلال ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قرآن کریم میں بیان فرما دیتا یا اسے اپنے رسول امین علیہ من ربہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی زبانی بیان فرما دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وَنَزَّلنا عَلَيكَ الكِتـٰبَ تِبيـٰنًا لِكُلِّ شَىءٍ وَهُدًى وَرَحمَةً وَبُشرىٰ لِلمُسلِمينَ ٨٩ ... سورة النحل

''اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا، اس پر یہ فرض تھا کہ اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی خیر کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے علم کے مطابق اپنی امت کو شر سے ڈرائے۔'' اور ہمارے نبی کریم ﷺ تو تمام رسولوں سے افضل، بلاغ کے اعتبار سے اکمل اور بیان کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھے، اگر معین فائدہ کے ساتھ معاملہ جائز ہوتا یعنی اگر قرض لینے والے کے فائدہ کی صورت میں سود جائز ہوتا تو اسے نبی کریم ﷺ امت کے لئے بیان فرما دیتے اور اس کے حکم کو واضح فرما دیتے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صریح احادیث میں اس کی حرمت بیان فرمائی، اس سے بچنے کی تلقین کی اور اس کے ارتکاب پر وعید سنائی ہے اور یہ حقیقت معلوم ہے کہ سنت صحیحہ قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے مخفی مقامات کی تشریح و توضیح ہے جیساکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے :

وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرونَ ٤٤ ... سورة النحل

''اور ہم نے آپ پر ذکر اور نصیحت (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کر دیں جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

اور فرمایا :

وَما أَنزَلنا عَلَيكَ الكِتٰبَ إِلّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اختَلَفوا فيهِ وَهُدًى وَرَحمَةً لِقَومٍ يُؤمِنونَ ٦٤ ... سورة النحل

''اور ہم نے آپ پر کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان چیزوں کو کھول کر واضح بیان کر دیں جن میں ان کو اختلاف ہے اور یہ کتاب مومنوں کے لئے سامان ہدایت اور باعث رحمت ہے۔ ''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ ڈاکٹر ابراہیم نے شیخ رشید رضا کے حوالے سے جو یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سیونگ بینک کے سود کو جائز قرار دیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے اور اس مسئلہ میں ان کے اس غلط مؤقف کو قبول کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دلیل ان کے اور ہر اس شخص کے خلاف ہے جو اپنی رائے اور اجتہاد سے نصوص کی مخالفت کرتا ہے اور اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ نصوص موجود ہوں تو ان کے مقابلہ میں کسی کی رائے اور کسی کے اجتہاد کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ رائے اور اجتہاد سے تو ان مسائل میں کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو، تو اس صورت میں جس کا اجتہاد صحیح ہوگا اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جس کا اجتہاد غلط ہو اسے بھی ایک ثواب ملتا ہے بشرطیکہ وہ اجتہاد کا اہل ہو اور طلب حق کے لئے وہ اپنی پوری استعداد اور صلاحیت سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرے، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے دوگنا اجر ملے گا اور جب وہ فیصلہ کرے، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد غلط ہو تو اسے ایک اجر ملے گا۔ '' (متفق علیہ، بروایت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے) اور وہ مسائل جن کے بارے میں قرآن کریم یا سنت رسول ﷺ میں نص موجود ہو تو اس نص کی مخالفت میں کسی کے لئے اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ واجب یہ ہے کہ اس نص کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اس کے تقاضا کے مطابق عمل کیا جائے، چنانچہ اس اصول پر تمام اہل علم کا اجماع ہے۔

واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

رابعا : ڈاکٹر ابراہیم نے اپنے مقالہ کے آخر میں لکھا ہے کہ ''خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس سود جسے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حرام قرار دیا ہے اور بینکوں کے معاملات کے درمیان اس واضح مقارنہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی اعمال سے قطعا مختلف ہیں جن سے قرآن کریم نے منع کیا ہے کیونکہ یہ جدید معاملات ہیں اور یہ ان نصوص قطعیہ کے حکم کے تابع نہیں ہیں جن کا حرمت سود کے سلسلہ میں قرآن کریم میں ذکر آیا ہے لہذا بینکوں کے امور اور معاملات کا جائزہ بندگان الہی کی مصلحتوں اور ان کی شرعی ضرورتوں کے حوالہ سے لیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مقاصد کی خاطر بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ غیر موجود چیز کی بیع یعنی ایک ایسی چیز کی بیع ہوتی ہے جو بائع کے پاس موجود ہی نہیں ہوتی۔ اصل میں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا ہے لیکن علماء کا اجماع ہے کہ لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے بیع سلم کو جائز قرار دیا گیا ہے، اسی طرح بیع سلم اور اس طرح کی کئی مثالوں کی وجہ سے علماء نے نصوص شریعت کے مقابلہ میں لوگوں کی ان حاجتوں اور ضرورتوں کی وجہ سے کئی امور کو جائز قرار دیا ہے، جن کی وجہ سے معیشت کے سلسلہ میں لوگوں کی مصلحتیں پوری ہی نہ ہو سکتی ہوں۔ ''

اس کا جواب یہ ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی معاملات سے قطعا مختلف نہیں ہیں جن کی حرمت نص سے ثابت ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپؐ کو ایسے احکام دیئے جو آپؐ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے لئے ہیں لہذا واجب یہ ہے کہ جدید معاملات کو بھی وہی حکم دیا جائے گا جو قدیم معاملات کا حکم تھا جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں، باقی رہا صورتوں اور الفاظ کا اختلاف تو اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے اور سبھی جانتے ہیں کہ آج کل کے ان متاخرین کے بھی سودی معاملات سے وہی مقاصد ہیں جو اولین کے مقاصد تھے اگرچہ صورتیں متنوع اور الفاظ مختلف ہیں لہذا الفاظ اور صورتوں کے اختلاف کی وجہ سے قدیم وجدید سودی معاملات میں فرق کرنا باطل ہے کیونکہ ان سب صورتوں کے معانی ومقاصد ایک ہی ہیں، جن لوگوں نے حنین کے دن یہ کہا کہ ''یا رسول اللہ! جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے، آپؐ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے؟ '' تو آپؐ نے ان لوگوں کی اس بات کو بنی اسرائیل کی اس بات کے مشابہ قرار دیا جو انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی کہ ''ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں (1) تو اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے اختلاف

الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ معنی ایک ہی تھے ، اسی طرح اللہ تعالی نے نبی اسرائیل کو سزا دی کہ انہوں نے جمعہ کے سن جال لگا دیا تاکہ اس شکار کو حاصل کریں جسے ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام قرار دیا گیا تھا ، اس حیلہ کی وجہ سے انہیں معذور بھی نہ گردانا حالانکہ انہوں نے جال سے شکار اتوار کے روز کیا تھا کیونکہ وسیلہ اگرچہ مختلف تھا لیکن معنی ایک ہی تھا ، نصوص شرعیہ سے اس طرح کی ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں ، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم ان امور کا ارتکاب نہ کرو ، جن کا ارتکاب یہودیوں نے کیا تھا کہ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو ادنی حیلوں کے ساتھ حلال سمجھنے لگ جاو۔ ''

اسے بیع سلم کے ساتھ تشبیہ دینا محض ایک مغالطہ اور ایک ایسی چیز کا ذکر کرنا ہے جو بے فائدہ ہے کیونکہ بیع سلم کا جواز تو اس شریعت کاملہ کے محاسن میں سے ہے کہ اسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ضرورت کے پیش نظر جائز قرار دیا ہے اور اسے ایسی شروط کے ساتھ مشروط کیا ہے جن کی وجہ سے یہ حرام معاملات کے دائرہ سے نکل جاتی ہے کہ یہ ایک ایسا عقد ذمہ ہے جسے ایسی صفات کے ساتھ موصوف قرار دیا جاتا ہے جو اسے اس طرح نمایاں اور ممتاز کر دیتی ہیں کہ اس میں جہالت اور دھوکے کا کوئی شائبہ نہیں رہتا کہ سود تو مدت مقررہ کے بعد دیا جاتا ہے لیکن قیمت اسی مجلس میں فورا ادا کر دی جاتی ہے اور اس میں جو مصلحت کار فرما ہوتی ہے اس سے بائع اور مشتری دونوں مستفید ہوتے ہیں کہ بائع قیمت کے ساتھ اپنی فوری ضرورتوں کو پورا کر لیتا ہے اور یہ مشتری کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس نے اس سودے کو کم قیمت پر خریدا ہوتا ہے جیسا کہ اکثر وبیشتر صورتوں میں ہوتا ہے تو بیع سلم میں کسی ضرر (نقصان) ۔ غرر (دھوکے) ، جہالت اور سود کے بغیر بائع اور مشتری دونوں کو فائدہ ہوتا ہے ، جب کہ اس کے برعکس سودی معاملات اس معین اضافہ پر مشتمل ہوتے ہیں ، جسے شارع نے حرام قرار دیا ہے جب کہ جنس کی جنس کے ساتھ نقد یا ادھار ہو اور اسے اکبر الکبائر میں سے قرار دیا ہے ۔ اس کو حرام قرار دینے میں اللہ سبحانہ وتعالی کی حکمت بالغہ بھی ہے اور بندگان الہی کے لئے بھی اس میں عظیم اور اچھے نتائج ہیں کہ اس طرح وہ قرض در قرض سے محفوظ رہتے ہیں اور سود کے لالچ میں آ کر اپنے منفعت بخش منصوبوں اور مفید صنعتوں کو بھی معطل نہیں کرتے ۔

مقالہ نگار کا جو یہ خیال ہے کہ بینک اور بینکوں کا یہ نظام انسانوں کی ان ضرورتوں میں سے ہے جن کے بغیر ان کا معاشی نظام مستحکم ہو ہی نہیں سکتا ۔ ۔ ۔ الخ تو یہ ایک بے بنیاد خیال ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ چودھویں صدی سے قبل اور بینکوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اس نظام کے بغیر لوگوں کی مصلحتیں پوری ہوتی رہی ہیں اور اس دور میں ان کی ضرورتیں تشنہ تکمیل رہیں نہ ان کے منفعت بخش پروگرام ہی معطل ہوئے بلکہ خلل اور مصالح میں تعطل تو اس وقت رونما ہوا جب لوگوں نے ان حرام معاملات کو اختیار کیا اور معاشرے نے اپنے فرض کو ادا نہ کیا کہ لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ میں ہمدردی وخیر خواہی اور امانت وسچائی کو اختیار کرتے اور ان تمام معاملات سے اجتناب کرتے جو سود ، دھوکے ، خیانت اور ملاوٹ پر مبنی ہیں ، چنانچہ دنیا کے حالات ہماری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں ۔ مصالح کو صرف اسی وقت پروان چڑھایا جا سکتا ہے اور مفید تعاون کی راہیں صرف اسی صورت میں ہموار ہو سکتی ہیں کہ ہم اس شاہراہ شریعت کو اختیار کریں جو صداقت وامانت پر مبنی اور کذب وخیانت اور ان امور سے دور ہے ، جنہیں اللہ تعالی نے معاملات کے سلسلہ میں اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ... ٢ ... سورة المائدة

''(اور دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی کاموں میں مدد نہ کیا کرو۔ ''

اور فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ٥٨ ... سورة النساء

''تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ ''

مزید فرمایا :

يَٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تَخونُوا اللَّهَ وَالرَّسولَ وَتَخونوا أَمٰنٰتِكُم وَأَنتُم تَعلَمونَ ٢٧ ... سورة الانفال

’’اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔‘‘

نیز فرمایا:

يَٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا تَدايَنتُم بِدَينٍ إِلىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكتُبوهُ وَليَكتُب بَينَكُم كاتِبٌ بِالعَدلِ وَلا يَأبَ كاتِبٌ أَن يَكتُبَ كَما عَلَّمَهُ اللَّهُ فَليَكتُب وَليُملِلِ الَّذى عَلَيهِ الحَقُّ وَليَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلا يَبخَس مِنهُ شَيـًٔا ٢٨٢ ... سورة البقرة

’’مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے، جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اور اللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے (یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے، کم نہ لکھوائے۔)

اور فرمایا:

يَٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقولوا قَولًا سَديدًا ٧٠ يُصلِح لَكُم أَعمٰلَكُم وَيَغفِر لَكُم ذُنوبَكُم... ٧١ ... سورة الاحزاب

’’مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کیا کرو، وہ تمہارے سب اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔‘‘

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’’دونوں بیع کرنے والوں کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اگر وہ سچ بولیں اور سب کچھ بیان کردیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کردی جائے گی۔‘‘

(متفق علیہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے، برابر برابر اور دست بدست جو زیادہ دے یا زیادہ طلب کرے تو اس نے سودی معاملہ کیا اور اس معاملہ میں سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔‘‘ (احمد، بخاری) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’سود کھانے والا، کھلانے والا، لکھنے والا اور دونوں گواہ سب برابر ہیں۔‘‘ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’سونا سونے کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو اور گندم کے بدلے گندم سود ہے مگر یہ کہ سودا برابر برابر ہو اور جو جو کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو او کھجور کھجور کے بدلے سود ہے الا یہ کہ سودا برابر برابر ہو‘‘ (متفق علیہ) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ ’’جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔‘‘ (مسلم) نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ’’کیا میں تمہیں نہ بتاوں کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ ‘‘صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے یا رسول اللہ! فرمایا ’’اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔‘‘ یہ ارشاد فرماتے وقت آپؐ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ’’خبردار آگاہ رہو کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔‘‘ (متفق علیہ) اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں کسی بھی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے نص کے ذریعے حرام قرار دیا ہے، کوئی شخص نص کے ذریعے حلال کئے ہوئے امر پر قیاس کرتے ہوئے اسے حلال قرار دے لہذا جو شخص اللہ تعالی کے حرام کردہ سود کو اس کے حلال کردہ بیع سلم پر قیاس کرتے ہوئے حلال قرار دے، وہ ایک عظیم منکر کا ارتکاب کرتا ہے، بغیر علم کے اللہ تعالی کی طرف ایک بات کو منسوب کرتا ہے اور وہ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی برائی اور ایک بہت بڑے شر و فساد کا دروازہ کھولتا ہے۔ قیاس کے قائل اہل علم کے نزدیک قیاس ان

فرعی مسائل میں ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہواور ایسی شروط موجود ہوں جو فروع کو اصل کے ساتھ ملاتی ہوں جیسا کہ اپنے مقام پر اس مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔ اللہ تعالی نے اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ بغیر علم کے اس کی طرف کسی بات کو منسوب کیا جائے، اس بات کو شرک سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا ہے کہ شیطان اس بات کی دعوت دیتا اور اس کا حکم دیتا ہے جیسا کہ وہ فحاشی ومنکرات کی طرف دعوت دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے :

قُل إِنَّما حَرَّمَ رَبِّىَ الفَو‌ٰحِشَ ما ظَهَرَ مِنها وَما بَطَنَ وَالإِثمَ وَالبَغىَ بِغَيرِ الحَقِّ وَأَن تُشرِكوا بِاللَّهِ ما لَم يُنَزِّل بِهِ سُلطـٰنًا وَأَن تَقولوا عَلَى اللَّهِ ما لا تَعلَمونَ ٣٣ ... سورة الاعراف

’’(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو، حرام کیا ہے اور اس کو بھی (حرام کیا ہے) کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناو جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔ ‘‘

نیز فرمایا :

يـٰأَيُّهَا النّاسُ كُلوا مِمّا فِى الأَرضِ حَلـٰلًا طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعوا خُطُو‌ٰتِ الشَّيطـٰنِ إِنَّهُ لَكُم عَدُوٌّ مُبينٌ ١٦٨ إِنَّما يَأمُرُكُم بِالسّوءِ وَالفَحشاءِ وَأَن تَقولوا عَلَى اللَّهِ ما لا تَعلَمونَ ١٦٩ ... سورة البقرة

’’لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔ ‘‘

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمادے، انہیں دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے، علماء کو توفیق بخشے کہ وہ ان امور کو بیان کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت قرار دیتے ہوئے مسلمانوں پر واجب ٹھہرایا ہے نیز علماء، دین کی دعوت دیں، دین کے مخالف امور سے عوام الناس کو آگاہ کریں، اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نفسوں کے شر اور باطل کے علمبرداروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالہ نگار ابراہیم کو بھی توفیق بخشے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے، اس سے جو کچھ صادر ہوا اس سے توبہ کرے اور اپنی اس توبہ کا کھلم کھلا اعلان کرے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرمالے۔

وَتوبوا إِلَى اللَّهِ جَميعًا أَيُّهَ المُؤمِنونَ لَعَلَّكُم تُفلِحونَ ٣١ ... سورة النور

’’اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ ‘‘

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ الَّذينَ يَكتُمونَ ما أَنزَلنا مِنَ البَيِّنـٰتِ وَالهُدىٰ مِن بَعدِ ما بَيَّنّـٰهُ لِلنّاسِ فِى الكِتـٰبِ أُولـٰئِكَ يَلعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلعَنُهُمُ اللّـٰعِنونَ ١٥٩ إِلَّا الَّذينَ تابوا وَأَصلَحوا وَبَيَّنوا فَأُولـٰئِكَ أَتوبُ عَلَيهِم وَأَنَا التَّوّابُ الرَّحيمُ ١٦٠ ... سورة البقرة

’’جو لوگو ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے (وہ حکم اور ہدایتیں) ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کردی ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، ہاں جو توبہ کرتے ہیں، اپنی حالت درست کرلیتے اور (احکام الٰہی کو) صاف کھول کھول کر (واضح) بیان کردیتے ہیں تو میں ان کے قصور معاف کردیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔ ‘‘

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر ابراہیم نے جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں اس سے زیادہ لکھا جاسکتا ہے، جو میں نے لکھا ہے تاہم امید ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایک طالب حق کے لئے کافی ہے۔

(1) یہ حضرت ابوواقدلیثی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جارہے تھے اورہمارازمانہ کفرابھی نیا نیا گزراتھا، راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیاجس کو ذات ابواط کہا جاتا تھا، مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اوراپنے ہتھیاربھی برکت کےلئے اس درخت پرلٹکایا کرتےتھے حضرت ابوواقدلیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے توہم نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیاکہ جیسے ان مشرکین کےلئے ذات انواط ہے ، آپؐ ہمارےلئے بھی ایک ذات انواط مقررفرمادیجئے، رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اورفرمایاتم بالکل وہی بات کہہ رہے ہوجوبنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسی ''ہمارےلئے بھی کوئی ایسا معبودبنادے جیسے ان لوگوں کے معبودہیں توموسی علیہ السلام جواب دیاکہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہواورپھر آپ ﷺ نے فرمایاکہ تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پرچلوگے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کوروایت کیااوراسے صحیح قراردیا ہے، علاوہ ازیں اسے امام احمد، ابویعلی، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اورکئی محدثین کرام رحمھم اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (مترجم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات وفتاویٰ

ص302

محدث فتویٰ